گھنے درخت کا سایہ

گھنے درخت کا سایہ اچانک چھن جائے اور دھوپ سر پر پڑنے لگے تو اس درخت کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے، برمنگھم میں سیرت النبی ﷺ کے جلسے کے دوران جب حضرت والا حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کے انتقال کی خبر ملی تو شاید یہی کیفیت تھی، ایک لمحے کے لیے تو پورے مجمع کو سکتہ ہو گیا، اسٹیج پر بھی خاموشی تھی، کسی کی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اس عظیم سانحے پر اپنے دکھ کا اظہار کرے، مولانا قاری عبدالرشید صاحب نے گلوگیر آواز میں جب حضرت والا مولانا حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کے انتقال کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کی تو مجمع میں دبی دبی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں، ایسا لگ رہا تھا کہ کائنات کی ہر شے مغموم ہے اور ایسا کیوں نہ ہو دنیا سے خالقِ دنیا کا ایک ولی رخصت ہو گیا تھا

جب فاصلے بڑھتے ہیں تو اپنی چیزوں کی قدر و قیمت بھی بڑھ جاتی ہے، دوریاں تڑپ میں اضافے کا سبب بنتی ہیں، حضرت والا حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کے لیے یورپ کے مسلمانوں کی بعینہٖ یہی صورت تھی، اہل دل اس ولی کامل کے دیدار کے لئے ترستے تھے، حضرت والا کی کتب ان سے موافقت و مراسلت کا بیش بہا خزانہ تھیں، یورپ کے معاشرے میں مادیت اول ہے اور مادیت ہی انتہا ہے، ایسے میں روحانیت اور عشق حقیقی کی تفاسیر پڑھ کر ایسے محسوس ہوتا کہ جیسے پیاس کے صحرا میں کسی عاصی کو پانی مل گیا، مولانا رومی سے حضرت والا حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہ تک کا سفر دراصل روحانیت کا ایک ایسا سفر ہے جو کائنات کی اصل ہے اور حضرت والا بلاشبہ اس اصل کی معراج پر فائز تھے

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے، اہل اللہ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، احساس ہو رہا ہے کہ ہمارے اور اصل کے درمیان فاصلے بڑھ رہے ہیں، حضرت والا مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا سب سے قریبی سلسلہ تھے اور اب یہ سلسلہ بھی دنیا میں نہیں رہا۔ اپنی ذات سے انسانوں کو فیض پہنچانا اہل اللہ کی سنت رہی ہے اور حضرت والا کا فیض ہے کہ آج دنیا بھر میں ان کے لاکھوں معتقدین اور مریدین حضرت کے پیغام کو آگے پہنچا رہے ہیں، پرتاب گڑھ سے بے سروساماں اپنے سفر کا آغاز کرنے

والے ایک اللہ والے کی دعوت پر نہ جانے کتنی زندگیاں ہدایت کے راستے پر آ چکی ہیں، ایک ولی کامل کا اس سے بڑا اور کیا مرتبہ ہو گا کہ آج اس سے فیض حاصل کرنے والے عرب میں بھی ہیں، عجم میں بھی ان کی اذانیں گونج رہی ہیں، افریقہ کے جنگلوں اور یورپ کے دروازوں پر حضرت والا کا فیض تیزی سے پھیل رہا ہے، آج وہ نہیں ہیں، ان کا پیغام ہے موت آنی ہے اور دنیا فانی ہے، حضرت اسی بات کا مسلسل احساس سکھا کر گئے ہیں، اگرچہ موت ایک ناقابل تردید حقیقت ہے مگر کچھ لوگوں کے بچھڑنے سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے سب اجڑ گیا، اب کچھ نہ رہا، کچھ لوگوں کی جدائی دل کی دنیا کو ویران کر دیتی ہے، ایک انسانی جذبات ہوتے ہیں اور ایک روحانی جذبات کی کیفیت ہوتی ہے، انسانی جذبات کو تو ایک وقت پر آ کر قرار آ جاتا ہے مگر روحانی قلق روح کو چیر دیتا ہے

آج ہماری روحانی جذبات زخموں سے چور ہیں، دل رو رہا ہے، حضرت والا کی رحلت پر جگر چھلنی چھلنی ہے مگر ان سب کیفیات کے ساتھ ایک انوکھے سے احساس نے بھی جنم لیا ہے، یہ احساس ہے حضرت والا کے پیغام کو آگے بڑھانے کا۔۔اصل موت تو دنیا سے رشتہ منقطع ہونے کا نام ہے، جب تک حضرت حضرت والا کا پیغام ہمارے درمیان رہے گا، حضرت ہمارے درمیان تھے، ہمارے درمیان ہیں اور ہمارے درمیان ہی رہیں گے

سہیل باوا
انٹرنیشنل سیکرٹیریٹ ختم نبوت اکیڈمی لندن
علماء رابطہ کونسل برطانیہ مرکزی کنونیئر